قبر اور بُت میں فرق
جلاءُ الشعُور
فی الفرق
بین الاصنام والقبور
از قلم
مولانا ڈاکٹر تنویر احمد سلطانی
مکتبہ غارِ حرا
جامعہ عنایت القرآن والسنۃ فیروزپور روڈ حمزہ ٹاؤن لاہور
0300 - 8821995

قبر اور بت میں فرق

جلاء الشعور

فی الفرق

بین الاصنام والقبور

مولانا ڈاکٹر تنویر احمد سلطانی

مکتبۃ غارِ حرا

جامعہ عنایۃ القرآن والسنۃ فیروزپور روڈ حمزہ ٹاؤن لاہور

0300 - 8821995

توحید و رسالت کا نعرہ دنیا میں لگانے نکلے ہیں
فاران کی چوٹی کا نغمہ گھر گھر میں سنانے نکلے ہیں

قرآن کی دولت سینوں میں سنت کا پھریرا ہاتھوں میں
گلہائے صداقت کی خوشبو دل دل میں بسانے نکلے ہیں

یہ علم تو میرے آقا کی بارش کی برستی بوندیں ہیں
تسنیم نبوت کے کاسے بس پینے پلانے نکلے ہیں

جنہیں آتا کرنا فرق نہیں اللہ کے اپنوں غیروں میں
ان فاسق و فاجر سوچوں کو سولی پہ چڑھانے نکلے ہیں

سجدہ تو فقط اللہ ہی کو ہے تعظیم ہے اللہ والوں کی
گلدان عقیدہ میں ہم تو یہ پھول سجانے نکلے ہیں

کانٹوں کو کاٹنے کا کہہ کر پھولوں پہ جو حملہ کرتا ہے
ہم ایسے ظالم مالی کو گلشن سے بھگانے نکلے ہیں

اپنا تو یہ جذبہ ہے آصف ہر سانس میں سعی پیہم ہو
نہ تھکنے تھکانے نکلے ہیں نہ سونے سلانے نکلے ہیں

کتاب کا نام	....	جلاء الشعور فی الفرق بین الاصنام والقبور
مؤلف	....	ڈاکٹر تنویر احمد سلطانی
باہتمام	....	مکتبہ غار حراء
نظر ثانی	....	علامہ محمد عبدالکریم جلالی
سن اشاعت	....	نومبر 2012ء
قیمت	....	60 روپے
تعداد	....	1100

ملنے کا پتہ

مکتبہ غار حراء

جامعہ عنایت القرآن والسنہ حمزہ ٹاؤن کاہنہ لاہور

0300-8821995, 0321-8821995

انتساب

شفقت و محبت کی آماجگاہ

میرے پیارے والدین اطال اللہ تعالیٰ عمرہما

کے نام

جنہوں نے میرے جسم کے ہر ہر انگ میں عشق رسول ﷺ اور حقانیت دین کو جذب کرنے کے لئے اہلسنت و جماعت کے عظیم اساتذہ کے سپرد کیا۔

تنویر احمد سلطانی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا ھَدَانَا اِلٰی سَبِیْلِ الصَّوَابِ وَاَرْشَدَنَا اِلَی الْحَقِّ بِالسُّنَّۃِ وَ الْکِتَابِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدِنِ الْھَادِیْ لِاُوْلِی الْاَلْبَابِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ خَیْرِ الْآلِ وَ خَیْرِ الْاَصْحَابِ

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہ عنایت سے ایک اہم موضوع پر قلم کو حرکت دینے کی طرف جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس ادنی سی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آج کے اس گرد آلود ماحول میں قرآن وسنت کے حسین و جمیل شیشہ کو دھندلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اسلام کی ترو تازہ کونپلوں کو اپنی کم فہمی کے پاؤں تلے روندا جا رہا ہے۔ قرآن وسنت کی بجائے عقل کے ترازو پر ہر بات کو پرکھنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ قرآن وسنت کا جھانسہ دے کر اپنے ناپاک عزائم و مقاصد کی تلوار سے قتل کیا جا رہا ہے۔ قرآن وسنت کو ہاتھ میں لے کر کہا یہ جاتا ہے کہ اس بات کو عقل تسلیم نہیں کرتی اور دوسروں کو بھی معیار عقل پر قرآن وسنت کو پرکھنے کا زہر دیا جا رہا ہے۔

علامہ اقبال نے فرمایا!

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

بغض وعناد اور جہالت کی تاریک راتوں میں بھٹکے ہوئے لوگ غلامان رسول ﷺ پر بدعت وشرک کے تیر بڑے زور و شور سے چلا رہے ہیں۔

شعائر اللہ کی تعظیم، انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے مقدس مزارات پر حاضری اور حاجات کی برآوری کے لئے ان عظیم ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنے والوں کو بدعتی اور مشرک ہونے کا الزام دیا جاتا ہے۔

ان پاکیزہ ہستیوں کے مزارات کو بتوں اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کو ہندو کے ساتھ ملانے کا ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو دنیا و آخرت میں گلاب کی پتیوں سے بھی زیادہ نکھرتی زندگی عطا فرمائی۔ اور ان کی قبور کو اپنی رحمتوں کا جلوہ گاہ بنایا مگر کچھ اذہان الزام دیتے ہیں کہ مزارات پہ جانے والے کلمہ گو اور بت پرستوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیونکہ بت پرست بتوں کے پاس جا کر اپنی حاجتوں کو بیان کرتے ہیں اور مزارات پہ حاضری دینے والے میت کے وسیلہ سے اپنی حاجات کو طلب کرتے ہیں۔

انشاء اللہ ان کی اس کج فہمی کا جواب قرآن وسنت کے متعدد دلائل سے دیا جائے گا نیز قبر اور بت کے فرق کو بھی واضح کیا جائے گا۔

رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی قبور کی اہمیت کو اس طرح اجاگر فرمایا

مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ

(پارہ ۳۰ سورۃ عبس، آیت: ۱۸ تا ۲۲)

اسے کاہے سے بنایا پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اسے راستہ آسان کیا پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا اسے باہر نکالا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی پیدائش کے تمام مراحل سے لیکر دوبارہ قبر سے اٹھنے تک

کے حالات کو بیان فرمایا اور اس سے یہ واضح کیا کہ مومن کو قبر میں رکھوانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی نعمت و رحمت ہے اس لئے کہ مومن کی میت کو قبر میں رکھوا کر عزت و عظمت عطا فرمائی۔

قبر اور بت میں فرق قرآن کی روشنی میں

مزارات پہ حاضری دینے والے اہل حق اہل قبور کو اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ سمجھ کر جاتے ہیں نہ کہ ان کی عبادت کرتے ہیں جبکہ بت پرست نہ صرف ان سے مانگتے ہیں بلکہ ان کی عبادت بھی کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ

(پارہ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت: ۴۰)

تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری۔

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِؕ

(پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت: ۵۶)

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔

مشرکین کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو برابر کا شریک کرنا

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا یَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ یَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ

(پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت: ۱۳۶)

اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کیے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا اور جو خدا کا ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچتا ہے کیا ہی بُرا حکم لگاتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات میں یہ بات واضح ہو گئی کہ مشرکین بتوں کی نہ صرف عبادت کرتے ہیں بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ برابر کا شریک ٹھہراتے ہیں جبکہ مزارات پہ حاضری دینے والا صحیح العقیدہ مسلمان یہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

﴿قبر اور بت میں دوسرا فرق﴾

اللہ تعالیٰ کی ذات نے بت پرستوں کو ان کے باطل معبودوں کی بے اختیاری اور بے بسی کو بیان کر کے انہیں ذلت ورسوائی کا تھپڑ رسید کیا۔ اور اللہ والوں کی عظمت بیان فرما کر یہ واضح کیا کہ جو میرے ہیں میں نے انہیں بتوں کی طرح بے اختیار اور بے بس نہیں بنایا بلکہ بہت سے اختیارات سے نواز رکھا ہے۔ بتوں کی بے بسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

(پارہ ۱۴، سورۃ النحل، آیت: ۲۰، ۲۱)

اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتوں کو مُردہ کہا کہ یہ وہ مردے ہیں جنہیں زندگی نہیں اور نہ ہی وہ شعور رکھتے ہیں اور دوسرا ان کی بے بسی کو بیان کیا کہ وہ کچھ نہیں بنا

سکتے۔لیکن اللہ والے اپنے رب کے حکم سے مردوں کو نئی زندگی عطا کردیتے ہیں۔
اس کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

(پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت: ۴۹)

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہوجاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرکر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے بتوں کو مردہ کہا لیکن جو ایمان والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے زندگی اور موت کا سودا کرلیتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جاوداں زندگی عطا فرمادیتا ہے اور ان کے قلوب سے خوف کو ختم فرمادیتا ہے اور انہیں کسی میدان میں غمگین نہیں ہونے دیتا اور ان کے دنیا سے جانے کے بعد انہیں مردہ کہنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۶۹)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب

کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اولیاء وصالحین کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے انہیں خوشیوں بھری زندگی عطا فرمائی جو دنیاوی زندگی سے کہیں زیادہ عظیم ہے

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۷۰)

شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم۔

﴿قبر اور بت میں تیسرا فرق﴾

انبیاء اور صالحین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے جبکہ بت نہیں کر سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے قبور والے صالحین اور بتوں کے درمیان فرق کرنے کا خط امتیاز یہ بھی کھینچا ہے کہ انبیاء وصالحین تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے سفارش کریں گے۔ لیکن بتوں کو کسی بھی صورت میں یہ امتیاز حاصل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے بارے میں فرمایا

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

(پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت: ۱۸)

اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور کہتے ہیں کہ یہ

اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

جبکہ انبیاء وصالحین کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کرنے کی اجازت کی دلیل قرآن پاک میں موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا

(پارہ ۱۶، سورۃ طه، آیت: ۱۰۹)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

﴿قبراور بت میں چوتھا فرق﴾

قبراور بت میں چوتھا فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کو نفع ونقصان کی طاقت نہیں دی جبکہ انبیاء وصالحین نفع بھی عطا فرماتے ہیں اور ان کی ناراضگی کی وجہ اللہ تعالیٰ رحمت سے بھی محروم کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے بتوں کے بارے میں فرمایا

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيرًا

(پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت: ۵۵)

اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا بُرا کچھ نہ کریں اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے نفع دینے کے بارے میں رب کا فرمان ہے کہ

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِن فَضْلِهٖ

(پارہ ۱۰، سورۃ التوبة، آیت: ۷۴)

اورانہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

انبیاء کرام کی ذاتیں تو بہت عظیم ہیں جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین کے تبرکات بھی فائدہ دیتے ہیں۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ (پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت: ۹۳)

میرا یہ کُرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر میرے پاس لے آؤ۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا

(پارہ ۱۳، سورۃ یوسف، آیت: ۹۶)

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں۔

قبراور بت میں پانچواں فرق

قبراور بت میں پانچواں فرق یہ ہے کہ بت کسی طرح کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے جبکہ انبیاء و صالحین تو کجا عام مومن بھی مدد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے بارے میں فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ

(پارہ ۲۳، سورۃ یسن، آیت: ۷۴،۷۵)

اورانہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ شاید ان کی مدد ہو وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار حاضر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے بارے میں فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

(پارہ ۲۶، سورۃ محمد ،آیت: ۷)

اے ایمان والو اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمادے گا۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(پارہ ۹ ،سورۃ الاعراف ،آیت :۱۵۷)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔

ان آیات میں مومنوں کی اللہ تعالیٰ نے خوبی بیان کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے ہیں اور رسول اللہ کی بھی دین کے معاملہ میں مدد کرتے ہیں۔

قبر اور بت میں چھٹا فرق

اللہ تعالیٰ کی ذات نے اس انداز سے توسل پیش کرنے سے منع فرمایا جس میں شرک کی بو آتی ہو۔ مشرکین انبیاء وصالحین کی عبادت کرتے ان کے نام کے بت بناتے اور ان کے آگے سجدہ ریز ہوتے اور پھر انہیں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ کے طور پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس وسیلہ کی مذمت فرمائی اور قرآن مجید میں فرمایا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا

(پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت: ۵۷)

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ

ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔

لیکن جو لوگ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں وہ قرآن پاک کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت: ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

شیخ ابوالعباس تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والا یہ کہتا ہے کہ میں تجھ سے فلاں کے حق اور فلاں فرشتے اور انبیاء و صالحین وغیرہ کے حق میں سوال کرتا ہوں یا فلاں کی حرمت اور فلاں کی وجاہت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں تو اس دعا کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت ہو اور یہ دعا صحیح ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان مقربین کی وجاہت اور حرمت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی قدر افزائی کرے اور جب یہ شفاعت کریں تو ان کی شفاعت قبول کرے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کون اس سے شفاعت کر سکتا ہے۔

(فتاوی ابن تیمیہ: ج ۱، ص ۲۱۱)

قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ منکرین کے اپنے امام کے فتاوی سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ انبیاء واولیاء شفاعت کریں گے اگر قبر اور بت ایک ہی درجہ میں آتے تو انبیاء واولیاء کی شفاعت بھی شرک وبدعت ہوتی جس طرح بتوں کی شفاعت شرک ہے۔

﴿قبر اور بت میں ساتواں فرق﴾

قبر اور بت میں ساتواں فرق یہ ہے کہ میت اپنے مزار میں سنتی بھی ہے اور جواب بھی دیتی ہے جبکہ بت نہ تو سن سکتا ہے اور نہ ہی جواب دینے کی طاقت رکھتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے بارے میں ارشاد فرمایا

وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ

(پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت: ۵)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتوں کے پجاریوں کو جھنجھوڑا کہ جس کی عبادت کررہے ہو یہ تمہاری پکار اور دعا کو نہیں سنتے اور نہ ہی قیامت تک سن سکتے ہیں اور اگر اس آیت کو اہل قبور پر چسپاں کیا جائے تو قرآن وسنت کے مفہوم پر کتنی بڑی واردات ہے۔

جبکہ میت کے سننے اور کلام کرنے بلکہ حرکات وسکنات پر رسول اللہ ﷺ کی بہت ساری احادیث موجود ہیں انشاء اللہ ان تمام باتوں کی وضاحت اختصار کے ساتھ ہم سنن وآثار سے کریں گے۔ جس سے قبر اور بت میں فرق واضح ہونے کے ساتھ ساتھ انبیاء وصالحین کے مقدس جسموں کی عظمت کا بھی باخوبی اندازہ ہوجائے گا

قوت سماعت کے اعتبار سے قبر اور بت میں فرق

دلیل نمبر ۱:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب المیت یسمع خفق النعا ل رقم الحدیث ۱۳۳۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندہ کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھا کر کہتے ہیں کہ تم اس شخص محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتے تھے جو شخص یہ کہے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں تو اس سے کہا جائے گا کہ دیکھو تمہارا ٹھکانا دوزخ میں تھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ٹھکانے کو جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ شخص ان دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے۔ کافر یا منافق کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا اس سے کہا جائے گا کہ نہ تو

نے جانا اور نہ ہی تو نے قرآن پڑھا پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے ڈنڈے سے مارا جاتا ہے تو وہ چیختا ہے جس چیخ کو انسانوں اور جنوں کے سوا آس پاس والی سب چیزیں سنتی ہیں۔

اس حدیث پاک میں یہ واضح ہو گیا کہ میت اپنے اصحاب کے جوتوں کی آواز سنتی ہے پھر فرشتوں کے ساتھ کلام بھی کرتی ہے وہ میت مومن ہے تو اسے جنت ملتی ہے اور اگر کافر یا منافق ہو اس کو کڑی سزا ملتی ہے۔ لیکن یہ تمام عمل برزخی معاملہ ہے لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے لیکن انکار بھی نہیں کر سکتے۔ جس طرح منکرین قبر کی سزا کو مانتے ہیں اور بڑے زور و شور سے اپنے بیانوں میں لوگوں کو ڈراتے ہیں تو کیا اس سزا کی آواز انہوں نے سنی؟ جب انہوں نے اس سزا کو نہ دیکھا اور نہ اس کی آواز سنی لیکن پھر بھی سزا کے معاملہ کو مانا ہے تو اسی طرح میت کی سماعت اور اس کے کلام کو بھی ماننا چاہیے۔

دلیل نمبر۲:

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُه‘ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَرَفَه‘ وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَايَعْرِفُه‘ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(شعب الایمان، باب فی الصلوۃ علی من مات، رقم الحدیث : ۹۲۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی اس شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس کو سلام کرے تو وہ اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب وہ ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کو نہیں پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرے تو وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

دلیل نمبر ۳:

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ! ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللَّهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنَقِيمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا

(صحیح بخاری، کتاب المغازی باب قتل ابی جهل، رقم الحدیث: ۳۹۷۶)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمیں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے بیس سرداروں کے متعلق حکم دیا (کہ ان کو کنویں میں پھینک دیا جائے) تو آپ ﷺ کے حکم کے مطابق ان خبیث لوگوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں پھینک دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر غلبہ حاصل کرتے تو اس علاقہ میں تین دن قیام

فرماتے جب بدر کا تیسرا دن آیا تو آپ ﷺ نے سواری پر کجاوا کسے جانے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ وہاں سے پیدل چلے اور صحابہ کرام آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا کہ ہم یہی سمجھتے رہے کہ آپ ﷺ کسی ضرورت کے پیش نظر جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور قریش کے سرداروں کو ان کے باپوں کے نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں کیا اب تم کو یہ پسند ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہوتی بے شک ہمارے رب نے جو ہم سے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے حق پایا۔ کیا تم نے بھی اسے حق پایا جو تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جس میں روحیں نہیں ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں اسے تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب کریم ﷺ سے سوال کر کے اس بات کی وضاحت کروا دی کہ میت سنتی ہے اور ان کی قوت سماعت تمہارے جیسی نہیں بلکہ تم سے بھی زیادہ ہے۔

قرآنی آیت کے مفہوم میں غلط فہمی

اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ

(پارہ ۲۰، سورۃ النمل، آیت: ۸۰)

بیشک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر۔

اس آیت کو مردے کے نہ سننے پر دلیل بنانا بھی بہت بڑی حماقت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت میں کفار کو مردہ سے تشبیہ دی گئی ہے جن کے دل مردہ ہو چکے تھے اور زندگی کے مقصد سے محروم ہو چکے تھے۔ علامہ اقبال نے بھی زندگی اور موت کی اس طرح سے وضاحت کی ہے۔

بقول علامہ اقبال!

زندگی زندہ دلی کا نام ہے

مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

بعض لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مبارک لے کر اعتراض کر دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ آیات اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (سورۃ النمل آیت ۸۰) آپ مردوں کو نہیں سناتے اور وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ (سورۃ فاطر آیت: ۲۲) اور نہ ہی انہیں سنا سکتے ہیں جو قبروں میں پڑے ہوتے ہیں پڑھ کر بتایا کہ مردے نہیں سنتے، محدثین ان آیات کے معنی و مفہوم سے با خوبی واقف تھے۔ اگر معترضین آنکھیں کھول کر امام بخاری کی کتاب بخاری شریف پڑھ لیتے تو انہیں جواب مل جاتا۔ بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث: ۳۹۷۹ میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یَقُوْلُ حِیْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَھُمْ مِنَ النَّارِ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس آیت کے پڑھنے سے مراد یہ تھی کہ جب انہیں دوزخ میں ٹھکانا مل جائے گا (یعنی حشر برپا ہونے کے بعد) اور امام بخاری نے (باب قول المیت و ھو علی الجنازۃ) باندھ کر قبر اور بت میں فرق کو واضح کر دیا کہ میت

کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے جبکہ بت ہر طرح کی قوت سے محروم ہیں۔

أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول المیت و ھو علی الجنازۃ رقم الحدیث ۱۳۱۶)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب میت (چارپائی پر) رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھالیں تو اگر وہ میت صالح ہو تو کہتی ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ صالح نہیں ہے تو اپنے گھر والوں کو کہتی ہے کہ ہائے صد افسوس! مجھے کہاں لے جا رہے ہو اور اس کی آواز انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان اس کی آواز سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

اس حدیث پاک میں بیان کیا گیا کہ بندہ خود کمزور ہے کہ اس کو میت کی گفتگو سنائی جائے نہ کہ میت میں یہ طاقت نہیں۔ منکرین کو سبق سیکھنا چاہیے کہ کمزوری خود میں ہے اور الزام صالحین کی میت پر۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی نگاہ نبوت سے دیکھ کر اور سماعت نبوت سے سن کر وضاحت فرما دی کہ میت بولتی ہے اچھا بولے یا برا لیکن تمہارے کانوں میں وہ قوت نہیں کہ سن سکو۔

کلام کرنے کے اعتبار سے قبر اور بت میں فرق

دلیل نمبر ۱:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِبَاءَهُ عَلَى قَبْرٍ وَهُوَ لَا يَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ حَتَّى خَتَمَهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي ضَرَبْتُ خِبَائِي عَلَى قَبْرٍ وَأَنَا لَا أَحْسِبُ أَنَّهُ قَبْرٌ فَإِذَا فِيهِ إِنْسَانٌ يَقْرَأُ سُورَةَ تَبَارَكَ الْمُلْكِ حَتَّى خَتَمَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ الْمَانِعَةُ هِيَ الْمُنْجِيَةُ تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

(سنن الترمذی باب فضائل قرآن باب ما جاء فی الفضل سورۃ الملک رقم الحدیث ۲۸۹۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی نے خیمہ قبر پر لگا دیا اور انہیں گمان بھی نہیں تھا کہ وہاں قبر ہے۔ جب صاحب قبر نے سورۃ الملک کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس کو مکمل پڑھ لیا تو وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنا خیمہ قبر پر لگا دیا اور مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے اور اس صاحب قبر نے سورۃ الملک کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس کو مکمل پڑھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دوزخ سے روکنے والی ہے اور یہ عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے اس صحابی کی بات کو جھٹلایا نہیں کہ تمہیں وہم ہو گیا ہے قبر والا تو مٹی ہو جاتا ہے اس کی آواز کہاں سے آ گئی۔ محبوب علیہ السلام نے اس کی مزید وضاحت فرما دی کہ تو نے ٹھیک سنا ہے کہ وہ صاحب قبر ہی تلاوت کر رہا تھا۔

میت اور قبر بت کی طرح نہیں کہ بے اختیار اور بے بس ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین کو مقامات سے نوازا ہوا ہے کہ وہ قبروں میں نمازیں بھی ادا کرتے ہیں اور قرآن پاک کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔

دلیل نمبر۲:

اسی طرح حافظ ابن عساکر نے ایک صالح نوجوان کا ذکر کیا جس نے قبر سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب دیا۔

وَقَدْ ذَكَرَ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرٍ فِيْ تَرْجَمَةِ "عَمْرِو بْنِ جَامِعٍ "مِنْ تَارِيْخِهٖ أَنَّ شَابًا كَانَ يَتَعَبَّدُ فِيْ الْمَسْجِدِ فَهَوِيَتْهُ امْرَأَةٌ فَدَعَتْهُ إِلٰى نَفْسِهَا وَمَا زَالَتْ بِهٖ حَتّٰى كَادَ يَدْخُلُ مَعَهَا الْمَنْزِلَ فَذَكَرَ هٰذِهِ الْآيَةَ(إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ) فَخَرَّ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَعَادَهَا فَمَاتَ فَجَاءَ عُمَرُ فَعَزّٰى فِيْهِ أَبَاهُ وَكَانَ قَدْ دُفِنَ لَيْلاً فَذَهَبَ فَصَلّٰى عَلٰى قَبْرِهٖ بِمَنْ مَّعَهُ ثُمَّ نَادَاهُ عُمَرُ فَقَالَ يَا فَتٰى (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ)وَأَجَابَهُ الْفَتٰى مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِيَا عُمَرُ قَدْ أَعْطَانِيْهِمَا رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ الاعراف، آیت: ۲۰۱)

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن بن عساکر اپنی تاریخ میں ''عمرو بن جامع'' کے باب میں بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک نوجوان نے عبادت کرنے کے لئے مسجد کو لازم کرلیا تھا پس اس پر ایک عورت فریفتہ ہوگئی وہ اسے اپنی طرف بلاتی اور اس کو مسلسل بہکاتی رہی حتی کہ وہ نوجوان ایک دن اس کے ٹھکانے کی طرف چلا گیا پھر اسے یہ آیت یاد آئی۔(إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ

مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ) ”بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں انہیں اگر شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو بھی جاتا ہے تو خبردار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں“ پھر وہ نوجوان بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا جب اسے افاقہ ہوا اور اس آیت کو دوبارہ دہرایا تو وہ وصال کر گیا۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے والد کے پاس تعزیت کے لئے آئے تو وہ اسے رات کو دفنا چکے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قبر والے کو آواز دی اور کہا اے جوان! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں؟ اس نوجوان نے قبر میں سے جواب دیا! اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے میرے رب نے جنت میں دوبار دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔

اس حدیث مبارک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ واضح ہوا کہ وہ قبر والے کو بت کی طرح نہیں جانتے تھے اگر بت کی طرح سمجھتے ہوتے تو کبھی بھی آواز نہ دیتے اور اس نوجوان صالح مرد نے جواب دے کر روز روشن کی طرح عیاں کر دیا کہ اللہ والے مرتے نہیں بلکہ وہ تو اپنا مکان تبدیل کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر جن کو منکرین بھی مانتے ہیں اس حدیث مبارک بیان فرما کر اپنے عقیدے کی بھی وضاحت کردی کہ وہ قبر اور بت کو ایک جیسا نہیں سمجھتے۔

دلیل نمبر۳:

حضرت لقمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فوت ہوئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز آ رہی تھی لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو ان کے منہ سے آواز آ رہی تھی

"محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں"

(رسائل ابن ابی دنیا ج۳ص۳۸۸)

امام بخاری نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر ج۳ص۳۲۱ میں حضرت لقمان بن بشیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"شَهِدَ بَدْراً تُوُفِّيَ زَمَانَ عُثْمَانَ هُوَ الَّذِيْ تَكَلَّمَ بَعْدَ الْمَوْتِ"

غزوہ بدر میں شریک ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دور خلافت میں وصال ہوا یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے وصال کے بعد کلام کیا۔

اس روایت کو امام علی بن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تہذیب التھذیب کہ جلد۲ میں امام ابن عبد البر اور امام ابن حبان کے حوالے سے ذکر کیا" وَ هُوَ الَّذِيْ يُقَالُ اِنَّهُ تَكَلَّمَ بَعْدَ الْمَوْتِ " یہ وہ شخصیت ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ موت کے بعد کلام فرمایا"

منکرین اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوانے والوں کو دیکھنا چاہیے کہ آج تم میت کو بت کے ساتھ ملا رہے ہو اور محدثین ان کے کلام کے قائل ہیں کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ کہ قبر والا کیسے کلام کرسکتا ہے جبکہ وہ تو مردہ ہے بلکہ انہوں نے ان کے کلام کو مان کر واضح کیا کہ قبر اور چیز ہے اور بت اور ہے۔

دلیل نمبر۴:

قَالَ الْعَطَّافُ وَحَدَّثَتْنِيْ خَالَتِيْ ، أَنَّهَا زَارَتْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ ، قَالَتْ : وَلَيْسَ مَعِيْ إِلَّا غُلَامَانِ يَحْفِظَانِ عَلَى الدَّابَّةِ ، قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَسَمِعْتُ رَدَّ السَّلَامِ ، قَالُوْا وَاللّٰهِ إِنَّا نَعْرِفُكُمْ كَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضاً ، قَالَتْ

فَاقْشَعْرَرْتُ ، فَقُلْتُ يَا غُلَامُ اُدْنُ بَغْلَتِيْ فَرَكِبْتُ هٰذَا إِسْنَادٌ مَدَنِيٌّ صَحِيْحٌ

(المستدرک للحاکم کتاب المغازی والسرایا رقم الحدیث ۴۳۷۳)

حضرت عطاف فرماتے ہیں کہ! مجھ سے میری خالہ نے روایت کی اس نے شہداء کی قبور کی زیارت کی اور فرماتی ہیں کہ میں سواری پر تھی اور دو غلام میری حفاظت پر مامور تھے۔ جب میں نے شہداء کو سلام کہا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خدا کی قسم ہم تمہیں اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح تم ایک دوسرے کو پہچانتے ہو فرماتی ہیں کہ مجھے لرزہ طاری ہو گیا اور میں نے اپنے غلاموں سے کہا میری سواری قریب کرو اور میں سوار ہو گئی۔

﴿قبر میں مومن میت کی حرکات وسکنات﴾

عَنْ سَعِيدِ بن عَبْدِ اللّٰهِ الْأَوْدِيِّ، قَالَ شَهِدْتُ أَبَا أُمَامَةَ وَهُوَ فِي النَّزْعِ، فَقَالَ :إِذَا أَنَا مُتُّ، فَاصْنَعُوا بِي كَمَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَصْنَعَ بِمَوْتَانَا، أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ إِخْوَانِكُمْ، فَسَوَّيْتُمِ التُّرَابَ عَلَى قَبْرِهِ، فَلْيَقُمْ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ قَبْرِهِ، ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ بن فُلَانَةَ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُهُ وَلَا يُجِيبُ، ثُمَّ يَقُولُ يَا فُلَانَ بن فُلَانَةَ، فَإِنَّهُ يَسْتَوِي قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولُ يَا فُلَانَ بن فُلَانَةَ، فَإِنَّهُ يَقُولُ أَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ، وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ، فَلْيَقُلْ اذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّكَ رَضِيتَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا، فَإِنَّ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا يَأْخُذُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ،

وَيَقُولُ انْطَلِقْ بنا مَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ قَدْ لُقِّنَ حُجَّتَهُ، فَيَكُونُ اللَّهُ حَجِيجَهُ دُونَهُمَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْ أُمَّهُ؟ قَالَ فَيَنْسُبُهُ إِلَى حَوَّاءَ، يَا فُلَانَ بن حَوَّاءَ

(المعجم الكبير للطبرانی سعید ب عبد الله الاودی عن ابی امامه رقم الحدیث ۷۹۷۹)

سعید بن عبداللہ الاودی سے روایت ہے میں ابوامامہ کے پاس گیا اور وہ نزع میں تھے انہوں نے کہا جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے اس طرح رکھنا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے مردوں کو رکھنے کا حکم دیا" رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جب تم میں سے کوئی بھائی فوت ہو جائے اور تم اس پر مٹی کو برابر کر لو تو تم میں سے ایک شخص اس کی قبر کے سر والی جانب کھڑا ہو جائے پھر میت کو کہے! اے فلاں فلانہ کے بیٹے، تو وہ سنے گا لیکن جواب نہیں دے گا پھر اسے کہے اے فلاں فلانہ کے بیٹے اب وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر تیسری مرتبہ کہے اے فلان فلانہ کے بیٹے اب وہ کہے گا اللہ تجھ پر رحم کرے میری رہنمائی کرو لیکن تمہیں شعور نہیں ہوگا پھر وہ کہے (جو قبر پر کھڑا ہے) اس بات کو یاد کرو جس پر قائم رہتے ہوئے دینا کو چھوڑا تھا اس گواہی پر کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک تم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر، حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر ، اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہو تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ یہاں سے چلیں ہم نے بیٹھ کر کیا کرنا ہے یہ تو پہلے ہی ان سوالات کے جواب دے چکا ہے جو ہم نے کرنے ہیں ۔تو اللہ تعالی اس بندے کی طرف سے منکر نکیر کو خود دلیل دے گا پھر اس صحابی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر وہ شخص (جو قبر پر کھڑا ہے) اس کی ماں نہ پہچانتا ہو؟ تو محبوب علیہ السلام نے فرمایا پھر اسے حضرت حواء علیھا السلام

کی طرف منسوب کر دیا جائے کہ اے فلاں حوا کے بیٹے!

اس حدیث پاک میں رسول پاک ﷺ نے میت کی سماعت و کلام اور حرکات وسکنات کو بیان فرما دیا جو قبر اور بت میں فرق کی بین دلیل ہے۔ کور کو نظر نہ آئے تو اس کی آنکھوں کا قصور ہے۔ اللہ تعالی عقل وشعور کو دیدہ ور آنکھیں عطا فرمائے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں بندہ مومن کو جس جگہ سے مٹی لیکر بنایا جاتا ہے اللہ تعالی اسے بھی زندگی عطا فرما دیتا ہے۔ اگر وہ بندہ دنیا میں خودی کی زندگی کو چھوڑ کر غلامی کی زندگی بسر کرے تو اس غلامی کی حرارت قبر کی مٹی بھی محسوس کرتی ہے جب وہ اس مٹی میں واپس جاتا ہے تو وہ قبر کی مٹی اس میت سے گلا کرتی ہے۔

؎ آہ ظالم تو جہاں میں بندۂ محکوم تھا
میں نہ سمجھی تھی کہ ہے کیوں خاک میری سوز ناک

؎ تیری میت سے میری تاریکیاں تاریک تر
تیری میت سے زمین کا پردہ ناموس چاک

؎ الحذر محکوم کی میت سے سو بار الحذر
اے اسرافیل ! اے خدائے کائنات ! اے جان پاک

احترام کے اعتبار سے قبر اور بت میں فرق

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۰۱۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک جنازہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سواریوں پہ سوار دیکھا تو فرمایا "کیا تمہیں حیا نہیں

آتی" کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے میت کے ساتھ پیدل چلیں اور تم سواریوں پر سوار ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے میت کا احترام سکھا کرامت کو بتایا کہ میت اور بت ایک نہیں اگر میت اور بت ایک ہی طرح کے ہوتے تو معاذ اللہ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود شرک کی تعلیم دی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کی ہڈی کو توڑنا اس طرح ہے جیسے زندہ کی ہڈی کو توڑنا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ حَتَّى تَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ

(سنن ابی داود کتاب الجنائز باب فی کراھیة العقود علی القبر رقم الحدیث ۳۲۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھے کہ اس کے کپڑے جل جائیں اور وہ جلد تک جا پہنچے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَالِساً عَلٰى قَبْرٍ قَالَ اِنْزِلْ مِنَ الْقَبْرِ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا يُؤْذِيْكَ

(المستدرک للحاکم ج ۴ ذکر عمارہ بن حزم الانصاری رقم الحدیث ۶۶۱۹)

حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا" قبر سے اتر جاؤ تم قبر والے کو تکلیف نہ پہنچاؤ تو تمہیں تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔

قبر میں صالحین کے اجسام کی تازگی

اللہ تعالیٰ صالحین کی میتوں کو قبروں میں بھی تازگی عطا فرماتا ہے اس پر احادیث مبارکہ میں سے بہت سارے دلائل موجود ہیں جن میں سے چند ایک میں آپ کے سامنے زیر بحث لا رہا ہوں۔

دلیل نمبر ۱:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دُفِنَ مَعَ أَبِي رَجُلٌ فَكَانَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ حَاجَةٌ فَأَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَمَا أَنْكَرْتُ مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا شُعَيْرَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ

(سنن ابی داود کتاب الجنائز باب فی تحویل المیت من موضعه رقم الحدیث ۳۲۳۲)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ کے ساتھ ایک شخص کو دفن کیا گیا میرے دل میں اس بارے مین خلش تھی (میرے والد کی قبر الگ ہو) میں نے چھ مہینے کے بعد ان کو اس قبر سے نکالا تو ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی سوائے داڑھی کے بالوں کے جو زمین کے ساتھ ملے ہوئے تھے (یعنی مٹی کی وجہ سے اس کی رنگت میں تبدیلی آ گئی۔

دلیل نمبر ۲:

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى

قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبیہ ﷺ رقم الحدیث ۱۳۹۰)

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ولید بن عبد الملک کے دور حکومت میں محبوب علیہ السلام کے روضہ پاک کی دیوار گری تو انہوں نے اس کو بنانے کا ارادہ کیا تو ایک قدم ظاہر ہوا وہ لوگ خوفزدہ ہوئے اور یہ سمجھے کہ یہ قدم نبی علیہ السلام کا ہے اور ان کے پاس کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو یہ شناخت کرتا کہ یہ قدم صاحبین میں سے کس کا ہے یا رسول اکرم ﷺ کا ہے یہاں تک کہ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو کہا خدا کی قسم یہ قدم رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے بلکہ یہ قدم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

دلیل نمبر ۳:

قَالَ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوْحِ وَابْنَ حَرَامٍ كَانَ السَّيْلُ قَدْ خَرَبَ قَبْرَهُمَا فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَّكَانِهِمَا، فَوَجَدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَأَنَّمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى جُرْحِهِ فَدُفِنَ كَذٰلِكَ فَأُمِيْطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ يَوْمِ أُحُدٍ وَّيَوْمَ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَّأَرْبَعُوْنَ سَنَةً

(سیر اعلام النبلاء ج ۲ عمرو بن جموع س ۱۱۵)

موطا امام مالک میں روایت ہے کہ عبداللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ سے انہیں روایت پہنچی حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن حرام (عبداللہ بن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبروں کو سیلاب نے اکھاڑ دیا ہے ان کی قبروں کو کھودا گیا تا کہ ان کی قبروں کی جگہ تبدیل کر دی جائے جب ان کے جسموں کو قبروں سے نکالا گیا تو ان کے جسموں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کل فوت ہوئے ہیں ان میں ایک زخمی تھا اور اس کا ہاتھ اس کے زخم پر تھا اس کو اسی طرح دفن کیا گیا تھا اس کے ہاتھ کو اس کے زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو پھر اپنے زخم پر آ گیا۔ جنگ احد اور قبر کھودنے کے درمیان ۴۶ سال کا عرصہ تھا۔

دلیل نمبر ۴:

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اِسْتَصْرَخْنَا عَلٰی قَتْلَانَا بِاُحُدٍ یَوْمَ حَفَرَ مُعَاوِیَۃُ الْعَیْنَ فَوَجَدْنَاھُمْ رُطَاباً یَتَثَنَّوْنَ قَالَ حَمَّادٌ وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِیْرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ اَیُّوْبَ فَاَصَابَ الْمَرُّ رِجَلَ حَمْزَۃَ فَطَارَ مِنْھَا الدَّمُ

(الاصابہ فی تمیز الصحابۃ، حرف الحاء، ج:۲ ص:۱۰۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا تو ہم نے احد کے میدان میں اپنے شہیدوں کے لئے لوگوں سے مدد طلب کی۔ شہید ایسے تر و تازہ تھے جیسے ابھی اٹھنے والے ہیں حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محمد بن جریر نے حضرت ایوب سے مزید یہ بیان کیا کہ ایک شخص سے کھدائی کے دوران گینتی حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر لگ گئی تو اس سے خون جاری ہو گیا۔

دلیل نمبر ۵:

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاکِرٍ کَانَ الْحُمَیْدِیُّ اَوْصٰی اِلَی الْاَجَلِ مُظَفَّرٌ

بْنُ رَئِيْسِ الرُّؤَسَاءِ أَنْ يَدْفَنَهُ عِنْدَ بِشْرٍ فَخَالَفَ فَرَآهُ بَعْدَ مُدَّةٍ فِي النَّوْمِ يُعَاتِبُهُ فَنَقَلَهُ فِي صفر سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِيْنَ وَكَانَ كَفَنُهُ جَدِيْدًا وَبَدَنُهُ طَرِيًّا يَفُوْحُ مِنْهُ رَائِحَةَ الطِّيْبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَوَقَفَ كُتُبَهُ

(سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۱۹۲)

حافظ ابن عساکر نے روایت کیا کہ امام حمیدی نے رئیسوں کے رئیس مظفر ابن رئیس کو وصیت کی کہ وہ انہیں بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے پاس دفن کرے لیکن اس نے ایسا نہ کیا تو کچھ مدت کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ امام حمیدی اسے ملامت کر رہے ہیں تو ۹۱ ھ صفر کے مہینے میں مظفر بادشاہ نے امام حمیدی کی میت کو بشر حافی کے پاس منتقل کر دیا تو اس وقت ان کا کفن بالکل نیا تھا اور بدن تر و تازہ تھا، اس سے پاکیزہ خوشبو پھوٹ رہی تھی۔ اور اس پر لکھا ہوا بھی اسی طرح قائم تھا۔

قبر والوں سے فائدہ حاصل کرنا

حضرت یوسف، حضرت ایوب اور حضرت موسی علیہم السلام نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کے پاس اپنی قبور کو بنانے کی وصیت فرمائی تا کہ دیگر انبیاء سے انس حاصل ہو سکے انبیاء کرام علیہم السلام کے مدفون ہونے کی وجہ سے اس زمین کو مقام مل چکا تھا اسی وجہ سے ان جلیل القدر انبیاء کرام نے وہاں مدفون ہونے کی وصیت فرمائی ان انبیاء کرام علیہم السلام کی وصیت سے ان کے عقائد کا بھی علم ہوا کہ وہ اہل قبور کو معاذ اللہ بت جیسا نہیں مانتے تھے۔ ورنہ وہ کبھی بھی قبور کے پاس مدفون ہونے کی وصیت نہ فرماتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام پر نازل فرمایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ

(پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۱۰۱)

اے میرے رب بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حِیْنَ اَمَرَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالسَّیْرِ بِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَمَرَہٗ اَنْ یَّحْتَمِلَ مَعَہٗ عِظَامَ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَنْ لَّا یُخَلِّفَھَا بِاَرْضِ مِصْرَ وَاَنْ یَّسِیْرَ بِھَا مَعَہٗ حَتّٰی یَضَعُھَا بِالْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَسَاَلَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ عَمَّنْ یَّعْرِفُ مَوْضِعَ قَبْرِہٖ فَمَا وَجَدَ اِلَّا عَجُوْزًا مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنِّیْ اَعْرِفُ مَکَانَہٗ اِنْ اَنْتَ اَخْرَجْتَنِیْ مَعَکَ وَلَمْ تُخَلِّفْنِیْ بِاَرْضِ مِصْرَ دَلَلْتُکَ عَلَیْہِ قَالَ اَفْعَلُ وَقَدْ کَانَ مُوْسٰی وَعَدَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنْ یَّسِیْرَ بِھِمْ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ فَدَعَا رَبَّہٗ اَنْ یُّؤَخِّرَ طُلُوْعَہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ اَمْرِ یُوْسُفَ فَفَعَلَ فَخَرَجَتْ بِہِ الْعَجُوْزُ حَتّٰی اَرَتْہُ اِیَّاہُ فِیْ نَاحِیَةٍ مِّنَ النِّیْلِ فِی الْمَاءِ فَاسْتَخْرَجَہٗ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ صَنْدُوْقًا مِنْ مَرْمَرٍ فَاحْتَمَلَہٗ

(الدر المنثور ج ۴ ص ۵۲۵ سورۃ یوسف آیت ۱۰۱)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر پار جانے کا حکم فرمایا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی میت کو بھی ساتھ لے کر جانے کا حکم دیا کہ انہیں مصر کی زمین میں چھوڑ کر نہ جائیں بلکہ انہیں ساتھ لے جا کر ارض مقدس کی سرزمین میں دفن کردیں، تو حضرت موسی علیہ السلام نے اس کی قبر کو دریافت کرنے کیلئے پوچھا (اے لوگو) تم میں سے کون حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو جانتا ہے تو اس کے بارے میں ایک بنی اسرائیل کی بڑھیا خاتون نے کہا اے اللہ کے نبی میں ان کی قبر کو جانتی ہوں اگر آپ مجھے بھی اپنے ساتھ لے کر چلو اور مجھے مصر میں نہ چھوڑو تو میں آپ کو ان کی قبر بتاتی ہوں۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا میں ایسے ہی کروں گا یعنی تمہیں بھی ساتھ لے کر جاؤں گا اور حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد ان کے ساتھ چلیں گے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ سورج کے طلوع کو موخر فرما دے یہاں تک کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قبر سے نکال کر فارغ ہو جائیں تو اللہ تعالی نے سورج کے طلوع کو موخر کردیا۔ ایک بڑھیا آپ کے ساتھ نکلی اور انہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دکھا دی جو کہ دریائے نیل کے کنارے کے ساتھ پانی میں واقع تھی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی میت کو مرمر کے صندوق سے نکالا اور انہیں اٹھالیا۔

اس حدیث پاک سے حضرت یوسف علیہ السلام نے جو دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے اپنے صالحین کے ساتھ ملا دینا یعنی میری قبر بھی میرے آباؤ اجداد کے ساتھ ہو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی یہودا کو وصیت کی تھی لیکن انہوں نے پوری نہ کی پھر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں نکال کر حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق علیہم السلام کے ساتھ دفن کیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے اس فعل نے صالحین کی میت کے مقام کو کس قدر اجاگر فرمایا کہ صالحین اپنے مزارات میں جا کر بھی معمولی حیثیت کے حامل نہیں ہوتے بلکہ قبر میں جا کر بھی ایک دوسرے سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت

وَذَكَرَ السُّدِّيُّ أَنَّ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصٰى إِلٰى يُوسُفَ بِأَنْ يُدْفَنَ عِنْدَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ فَلَمَّا مَاتَ صَبَّرَهُ وَأَرْسَلَهُ إِلَى الشَّامِ فَدُفِنَ عِنْدَهُمَا عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ یوسف، آیت: ۱۰۱)

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ مجھے حضرت ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا جائے جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی میت کو محفوظ کر کے شام کی طرف بھیجا اور انہیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے پاس دفن کیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خواہش و آرزو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ أَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْآنَ فَسَأَلَ اللّٰهَ أَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: ۱۳۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حضرت موسی علیہ السلام کے پاس بھیجا اور جب وہ ان کے پاس آیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے انہیں طمانچہ رسید کیا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام اپنے رب کے حضور گئے اور عرض کیا اے اللہ تو نے مجھے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے۔ جو مرنا ہی نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے عزرائیل دوبارہ اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پشت پر رکھے جتنے بالوں کو اس کے ہاتھ نے ڈھانپ لیا ہر بال کے عوض ایک سال عمر دی جائے گی موسی علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب اس کے بعد کیا ہو گا اللہ عزوجل نے فرمایا پھر موت۔ حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا اب ہی مجھے موت دے دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے سوال کیا کہ وہ اس کو بیت المقدس کے اتنا قریب کر دے کہ بیت المقدس اور میری قبر کے درمیان پتھر پھینکنے جتنا فاصلہ ہو (یعنی جتنا پتھر پھینکنے سے ایک فاصلہ بنتا ہے اتنا۔

وَإِنَّمَا سَأَلَ ذَالِکَ لِفَضْلِ مَنْ دُفِنَ فِيْ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَاسْتُحِبَّ مُجَاوَرَتَهُمْ فِيْ الْمَمَاتِ کَمَا فِيْ الْحَيَاةِ وَلِاَنَّ النَّاسَ يَقْصُدُوْنَ الْمَوَاضِعَ الْفَاضِلَةَ وَيَزُوْرُوْنَ قُبُوْرَهَا وَيَدْعُوْنَ لِاَهْلِهَا

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری کتاب الجنائز باب من أحب الدفن فی الأرض المقدسة أو نحوها)

حضرت موسی علیہ السلام نے اس لئے سوال کیا کہ ارض مقدس انبیاء و صالحین کے مدفون ہونے کی وجہ سے فضیلت پا چکی ہے ان کا پڑوس زندگی اور موت میں انہوں نے پسند کیا اور لوگ ایسی فضیلت والی جگہوں کا قصد کرتے اور ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔

(قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا)

مزارات صالحین کی حاضری نفع بخش ہے اور قرآن و سنت کے ہر گز خلاف نہیں اور نہ ہی قبر اور بت کو شریعت نے ایک جیسا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید کی آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین اور کافروں کی قبور پر کھڑا ہونے اور نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا نہ کہ مومنین کے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۸۴)

اس آیت میں واضح ہے کہ جہاں قبر پر جانے سے منع فرمایا وہاں نماز جنازہ پڑھانے سے بھی منع فرمایا۔ جبکہ مومنین کا نماز جنازہ پڑھا جاتا ہے لہذا ان کی قبور پر جانے سے بھی ممانعت نہیں قرآن کی مندرجہ بالا آیت کتنے واضح دلائل کے پھول نچھاور کر رہی ہے۔ اور کتنے ظالم ہیں وہ لوگ جو منافقین اور مشرکین کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء و صالحین پر چسپاں کرتے ہیں۔

(حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پہ حاضری)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهَا السَّلَامُ كَانَتْ تَزُورُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ كُلَّ جُمُعَةٍ فَتُصَلِّي وَتَبْكِي عِنْدَهُ

(المستدرک للحاکم)

علی بن حسین اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ کی لخت جگر ہر جمعہ المبارک کو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے جایا کرتی تھیں وہاں پر نوافل ادا فرماتی اور قبر پر بیٹھ کر آنسو بہایا کرتی تھیں۔

(حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پہ حاضری)

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا أُمَّاهُ اكْشِفِيْ لِيْ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ فَكَشَفَتْ لِيْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ لَا مُشْرِفَةٍ وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمًا وَأَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأْسَهُ بَيْنَ كَتِفَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَأْسَهُ عِنْدَ رِجْلَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(المستدرک للحاکم کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۳۹۹)

قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کیا کہ اے اماں جی میرے لئے رسول اللہ ﷺ اور صاحبین کی قبروں کو کھول دو تو میرے لئے تینوں قبروں کو کھول دیا گیا۔ وہ قبور نہ تو زیادہ بلند تھیں اور نہ ہی زمین کے ساتھ ملی ہوئی تھیں بلکہ وہ سرخ صحن میں پھیلی ہوئی تھیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سب سے آگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے برابر تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے قریب تھا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

(حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مزار پہ حاضری)

وَ هٰذَا اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمَّا زَارَ الْقَبْرَ

الْمُعَظَّمَ اِلْتَزَمَهٗ اَیْ ضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ ، فَاَنْکَرَ عَلَیْهِ مَرْوَانُ بْنُ الْحَکَمِ فَوَبَّخَهٗ اَبُوْاَیُّوْب وَقَالَ فِیْ کَلَامِهٖ مَا مَعْنَاهٗ ! اَبْکُوْا عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ اِلٰی وَلِیِّهٖ غَیْرَ اَهْلِهٖ وَ فِیْ ذَالِکَ جَوَازُ ضَمِّ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ وَ اَبُوْاَیُّوْب الْاَنْصَارِیُّ الَّذِیْ ضَمَّ ضَرِیْحَ سَیِّدِ الْوُجُوْدِ ﷺ هُوَ اَبُوْاَیُّوْب

(الفوز والنجاة فی الهجرة الی الله ص ۱۷۹)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو روضہ مبارک کو اپنے سینے سے لگالیا تو مروان بن الحکم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع کیا (یعنی ایسا نہ کرو معاذ اللہ یہ شرک ہو جائے گا) تو اس پر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جھڑک دیا اور فرمایا تمہارے کلام کی کیا حیثیت ہے تم روؤ اس معاملہ میں کہ جب اس کا ولی نا اہل ہو اور اس میں صالحین کی قبور کو سینہ سے لگانے کا جواز ہے اور وہ صحابی ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے روضہ پاک کو گلے لگایا۔

(امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مزار پہ حاضری)

ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَ اُمِّیْ وَاَخِیْ اَحْمَدَ اِلٰی مَکَّةَ فَلَمَّا حَجَجْتُ رَجَعَ اَخِیْ بِهَا وَتَخَلَّفْتُ فِیْ طَلَبِ الْحَدِیْثِ فَلَمَّا طَعَنْتُ فِیْ ثَمَانِ عَشْرَةِ جَعَلْتُ اُصَنِّفُ قَضَایَا الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاَقَاوِیْلِهِمْ وَذٰلِکَ اَیَّامَ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ مُوْسٰی وَصَنَّفْتُ کِتَابَ التَّارِیْخِ اِذْ ذَاکَ عِنْدَ قَبْرِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی اللَّیَالِی الْمُقْمِرَةِ

(التاریخ الکبیر مقدمة التحقیق ج ۱ ص ۸)

اور امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اس کی تالیف کے مراحل کی

ہمیں خبر دی" پھر میں امی جان اور بھائی کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا جب امی جان نے حج کا فریضہ انجام دے دیا تو وہ میرے بھائی کے ساتھ واپس لوٹ آئیں اور میں حدیث پاک کے علم کیلئے وہیں ٹھہر گیا۔ جب مجھے اٹھارہ ماہ علم حدیث میں گذر گئے تو میں نے صحابہ و تابعین کے کلام اور فیصلوں کو قلمبند کرنے کا ارادہ کیا اور یہ دور حکومت عبید اللہ بن موسیٰ کا تھا اور میں نے کتاب التاریخ کو اس وقت لکھا جب میں چاندنی رات میں روضہ رسول ﷺ پر تھا۔

(قبر کی خبر دینے پر جنت کا انعام)

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ تَلا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ الآيَاتُ فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِأَعْرَابِيٍّ فَأَكْرَمَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَعَهَّدْنَا ائْتِنَا فَأَتَاهُ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا حَاجَتُكَ ؟ فَقَالَ نَاقَةٌ بِرَحْلِهَا وَيَحْلِبُ لَبَنَهَا أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَجَزَ هَذَا أَنْ يَكُونَ كَعَجُوزِ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ مَا عَجُوزُ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ إِنَّ مُوسَى حِينَ أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ بِبَنِي إِسْرَائِيلَ ضَلَّ عَنْهُ الطَّرِيقُ فَقَالَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ مَا هَذَا ؟ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلامُ حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِنَ اللّٰهِ أَنْ لا نَخْرِجَ مِنْ مِصْرَ حَتَّى تُنْقَلَ عِظَامُهُ مَعَنَا فَقَالَ مُوسَى أَيُّكُمْ يَدْرِي أَيْنَ قَبْرُ يُوسُفَ ؟ فَقَالَ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَكَانَ قَبْرِهِ إِلَّا

عَجُوزٌ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا مُوسَى فَقَالَ دُلِّينَا عَلَى قَبْرِ يُوسُفَ ،
قَالَتْ لاَ وَاللّٰهِ حَتَّى تُعْطِيَنِي حُكْمِي فَقَالَ لَهَا مَا حُكْمُكِ ؟

قَالَتْ حُكْمِي أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ فَكَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَعْطِهَا حُكْمَهَا فَأَعْطَاهَا حُكْمَهَا فَانْطَلَقَتْ بِهِمْ إِلَى بُحَيْرَةِ مُسْتَنْقِعَةٍ مَاءً فَقَالَتْ لَهُمْ أَنْضِبُوا هٰذَا الْمَاءَ فَلَمَّا أَنْضَبُوا قَالَتْ لَهُمْ احْفِرُوا فَحَفَرُوا فَاسْتَخْرَجُوا عِظَامَ يُوسُفَ فَلَمَّا أَنْ أَقَلُّوهُ مِنَ الْأَرْضِ إِذِ الطَّرِيقُ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ

(المستدرک للحاکم ج ۳ رقم الحدیث ۳۵۷۴)

حضرت ابو بردہ بن موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کے ساتھ گئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ادھر آؤ معاملہ بیان کرو تو اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا کہ میری اونٹنی کجاوے کے ساتھ دوڑ گئی ہے اور اس کے دودھ کی وجہ سے میرے گھر والے پیاسے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بنی اسرائیل کی بوڑھیا کی طرح قدرت نہیں ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کس چیز نے بنی اسرائیل کو عاجز کر دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ساتھ کوچ کر جانے کا ارادہ کیا تو ان پر راستہ تاریک ہو گیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو محبوب علیہ السلام نے فرمایا موسی علیہ السلام سے بنی اسرائیل کے علماء نے کہا جب یوسف علیہ السلام کے پاس موت آئی تو یوسف علیہ السلام نے ہم سے پکا وعدہ لیا کہ تم مصر سے اس وقت تک نہیں جاؤ گے یہاں تک

کہ میری میت کو بھی اپنے ساتھ لے لو۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو جانتا ہے۔تو بنی اسرائیل کے علماء نے کہا سوائے بنی اسرائیل کی ایک بوڑھیا کے کوئی بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو نہیں جانتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بوڑھیا کی طرف گئے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی خبر دے تو اس بوڑھیا نے کہا میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک میری درخواست نہ مانی جائے۔تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری کیا درخواست ہے؟اس نے کہا میری درخواست یہ ہے کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اگر چہ آپ کو ناپسند ہو۔محبوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بوڑھیا سے کہا گیا کہ تو ان کی بات کو مان جا تو وہ تمہاری درخواست کو قبول فرما لیں گے۔تو بوڑھیا ان کے ساتھ پانی کے بھرے ہوئے سمندر کی طرف چلی اور ان سے کہا کہ اس پانی میں داخل ہو جاؤ جب وہ پانی میں داخل ہو گئے تو اس بوڑھیا نے ان سے کہا اس جگہ کو کھودو جب انہوں نے کھودا تو یوسف علیہ السلام کی میت کو انہوں نے نکالا اور میت زمین سے اوپر آئی تو راستہ اس طرح روشن ہو گیا جیسے دن کی روشنی میں واضح ہوتا ہے۔

اگر معاذ اللہ قبر بھی بت کے حکم میں ہوتی تو کبھی ایک عظیم نبی اتنے اہتمام سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو کھود کر ساتھ نہ لے جاتے اور نہ ہی قبر کا پتہ بتانے سے اس بوڑھیا کو جنت جیسا انعام ملتا۔

ماں کی قبر کی زیارت پہ عمرہ کا ثواب

رَوَاهُ حَفْصُ بْنُ سَلْمٍ اَبُوْ مَقَاتِلِ السَّمَرْقَنْدِیُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اُمِّهٖ كَانَ كَعُمُرَةٍ

(تذکرۃ الحفاظ محمد بن القیرانی باب الزای بعد رقم الحدیث ۸۲۵)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ جس نے اپنی امی کی قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے عمرہ کیا (یعنی اسے عمرہ کا ثواب مل جائے گا۔

میت کے توسل سے دعا کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ قَالَتْ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُولِي اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهُ وَأَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبَى حَسَنَةً قَالَتْ فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِي اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِي مِنْهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مسلم شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۲۱۲۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کرو کیونکہ ملائکہ تمھارے کہنے پر آمین کہتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال کر گئے۔ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال کر گئے ہیں تو محبوب علیہ السلام نے فرمایا ''میں یہ کہوں اے اللہ مجھے اور ابو سلمہ کو بخش دے اور ان کے جانے کی وجہ سے مجھے بہتر بدل عطا فرما۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے وہی کہا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بعد بہتر بدل حضرت محمد ﷺ کی صورت میں عطا فرمایا۔

اس حدیث پاک میں میت کے پاس دعا کرنے اور صالح میت کے پاس دعا کی قبولیت کے بارے میں صراحت موجود ہے اس کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے خود فرمائی اور ام المومنین نے میت کے پاس دعا کر کے اس کو امت کے لئے واضح فرما دیا کہ قبر اور بت میں کس قدر فرق ہے۔

﴿قبر کے توسل سے دعا کرنا﴾

دلیل نمبر ا:

وَقَالَ مُصْعَبٌ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنِیْ إِسْمَاعِیْلُ بْنُ یَعْقُوْبَ التَّیْمِیُّ قَالَ کَانَ ابْنُ الْمُنْکَدِرِ یَجْلِسُ مَعَ أَصْحَابِهٖ فَکَانَ یُصِیْبُهٗ حَصْمَاتٌ، فَکَانَ یَقُوْمُ کَمَا هُوَ حَتّٰی یَضَعَ خَدَّهٗ عَلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَرْجِعُ فَعُوْتِبَ فِیْ ذٰلِکَ فَقَالَ إِنَّهٗ یُصِیْبُنِیْ خَطَرٌ فَإِذَا وَجَدْتُ ذٰلِکَ اِسْتَعَنْتُ بِقَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(سیر اعلام النبلاء ج۵ ص ۱۰)

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسماعیل بن یعقوب التیمی نے بیان کیا کہ محمد بن منکدر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے اچانک ان کی زبان کو فالج ہو گیا پھر جس حالت میں تھے اٹھے اور اپنے رخسار کو رسول اللہ ﷺ کے روضہ پاک پر رکھ دیا جب وہ واپس لوٹے تو کسی نے آپ کو اس معاملہ میں ملامت کی (کہ محبوب علیہ السلام کے روضہ انور پر ایسا کیوں کیا؟) تو محمد بن المنکدر نے کہا جب بھی مجھے کوئی مصیبت پہنچی ہے جس طرح اب مجھے پہنچی تو میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ انور سے استعانت کرتا ہوں۔

دلیل نمبر۲:

قَالَ مَالِکُ بْنُ دِیْنَارٍ رحمہ اللہ تعالی اِحْتَبَسَ عَنَّا الْمَطَرُ بِالْبَصْرَةِ فَخَرَجْنَا نَسْتَسْقِیْ مِرَاراً، فَلَمْ نَرَ لِلْاِجَابَةِ اَثَراً، فَخَرَجْتُ اَنَا وَعَطَاءٌ السَّلَمِیُّ، وَثَابِتٌ الْبَنَانِیُّ، وَیَحْیٰی الْبُکَاءُ ، وَمُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ، وَأَبُوْ مُحَمَّدٍ السَّخْتِیَانِیُّ، وَحَبِیْبُ الْفَارِسِیُّ، وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ اَبِیْ سِنَانٍ، وَعُتْبَةُ الْغُلَامُ، وَصَالِحٌ الْمَزَنِیُّ، حَتّٰی إِذَا صِرْنَا إِلَی الْمُصَلّٰی بِالْبَصْرَةِ خَرَجَ الصِّبْیَانُ مِنَ الْمَکَاتِبِ، ثُمَّ اسْتَسْقَیْنَا، فَلَمْ نَرَ لِلْإِجَابَةِ اَثَراً حَتّٰی انْتَصَفَ النَّهَارُ وَانْصَرَفَ النَّاسُ وَبَقِیْتُ اَنَا وَثَابِتٌ الْبَنَانِیُّ بِالْمُصَلّٰی، فَلَمَّا أَظْلَمَ اللَّیْلُ إِذَا اَنَا بِعَبْدٍ أَسْوَدَ مَلِیْحٍ رَقِیْقِ السَّاقَیْنِ عَلَیْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ قُوِّمَتْ مَا عَلَیْهِ بِدِرْهَمَیْنِ، فَجَاءَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَی الْمِحْرَابِ، فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ، ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهٗ إِلَی السَّمَاءِ وَقَالَ إِلٰهِیْ وَسَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ إِلٰی کَمْ تَرُدُّ عِبَادَکَ فِیْمَا لَا یَنْقُصُکَ، أَنَفِدَ مَا عِنْدَکَ أَمْ نَقَصَ مَا فِیْ خَزَائِنِکَ، أَقْسَمْتُ عَلَیْکَ بِحُبِّکَ لِیْ إِلَّا مَا أَسْقَیْتَنَا غَیْثَکَ السَّاعَةَ .قَالَ فَمَا تَمَّ کَلَامُهٗ حَتّٰی تَغَیَّمَتِ السَّمَاءُ وَجَاءَ تْ بِمَطَرٍ کَأَفْوَاهِ الْقُرَبِ .قَالَ مَالِکٌ فَتَعَرَّضْتُ لَهٗ وَقُلْتُ لَهٗ یَا أَسْوَدُ أَمَا تَسْتَحِیْ مِمَّا قُلْتَ؟ قَالَ وَمَا قُلْتُ؟ قُلْتُ قَوْلُکَ بِحُبِّکَ لِیْ وَمَا یُدْرِیْکَ أَنَّهٗ یُحِبُّکَ؟ قَالَ تَنَحَّ عَنِّیْ یَا مَنِ اشْتَغَلَ عَنْهُ بِنَفْسِهٖ، أَفَتَرَاهُ بَدَأَنِیْ بِذٰلِکَ إِلَّا لِمُحَبَّتِهٖ إِیَّایَ؟ ثُمَّ قَالَ مَحَبَّتُهٗ لِیْ عَلٰی قَدْرِهٖ، وَمَحَبَّتِیْ لَهٗ عَلٰی قَدْرِیْ، فَقُلْتُ لَهٗ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ اِرْفِقْ قَلِیْلاً، فَقَالَ إِنِّیْ مَمْلُوْکٌ

وَعَلٰى فَرْضٍ مِنْ طَاعَةِ مَالِكِيْ الصَّغِيْرِ، قَالَ فَانْصَرَفَ وَجَعَلْنَا نَقْفُوْ اَثَرَه‘ عَلَى الْبُعْدِ حَتّٰى دَخَلَ دَارَ نُخَاسٍ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا اَتَيْنَا النُّخَاسَ، فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، أَعِنْدَكَ غُلَامٌ تَبِيْعُه‘ مِنَّا لِلْخِدْمَةِ؟ قَالَ نَعَمْ عِنْدِيْ مِائَةُ غُلَامٍ لِلْبَيْعِ، فَجَعَلَ يَعْرِضُ عَلَيْنَا غُلَامًا بَعْدَ غُلَامٍ حَتّٰى عَرَضَ عَلَيْنَا سَبْعِيْنَ غُلَامًا، فَلَمْ أَلْقَ حَبِيْبِيْ فِيْهِمْ، فَقَالَ عَوْدًا إِلٰى فِيْ غَيْرِ هٰذَا الْوَقْتِ، فَلَمَّا أَرَدْنَا الْخُرُوْجَ مِنْ عِنْدِهٖ دَخَلْنَا حُجْرَةً خَرِبَةً خَلْفَ دَارِهٖ، وَإِذَا بِالْاَسْوَدِ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، فَقُلْتُ حَبِيْبِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَجِئْتُ إِلَى النُّخَاسِ، فَقُلْتُ لَه‘ يَعْنِيْ هٰذَا الْغُلَامَ، فَقَالَ يَا أَبَا يَحْيٰى هٰذَا الْغُلَامُ لَيْسَتْ لَه‘ هِمَّةٌ فِيْ اللَّيْلِ إِلَّا الْبُكَاء، وَفِيْ النَّهَارِ إِلَّا الْخَلْوَةُ وَالْوَحْدَةُ، فَقُلْتُ لَه‘ لَا بُدَّ مِنْ أَخْذِهٖ مِنْكَ وَلَكَ الثَّمَنُ، وَمَا عَلَيْكَ مِنْه‘ فَدَعَاه‘ فَجَاءَ وَهُوَ يَتَنَاعَسُ، فَقَالَ خُذْهُ بِمَا شِئْتَ بَعْدَ أَنْ تَبْرَئَنِيْ مِنْ عُيُوْبِهٖ كُلِّهَا، فَاشْتَرَيْتُه‘ مِنْه‘ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، وَقُلْتُ لَه‘ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ مَيْمُوْن، فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ أُرِيْدَ الْمَنْزِلَ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَقَالَ يَا مَوْلَايَ الصَّغِيْرُ لِمَاذَا اشْتَرَيْتَنِيْ وَأَنَا لَا أَصْلَحُ لِخِدْمَةِ الْمَخْلُوْقِيْنَ فَقُلْتُ لَه‘ وَاللّٰهِ يَا سَيِّدِيْ إِنَّمَا اشْتَرَيْتُكَ لِأَخْدَمُكَ بِنَفْسِيْ، قَالَ وَلِمَ ذَالِكَ؟ فَقُلْتُ أَلَسْتَ صَاحِبَنَا الْبَارِحَةَ بِالْمُصَلّٰى قَالَ بَلٰى، وَقَدْ أَطْلَعْتَ عَلٰى ذٰلِكَ، قُلْتُ نَعَمْ، وَأَنَا الَّذِيْ عَارَضْتُكَ الْبَارِحَةَ فِيْ الْكَلَامِ بِالْمُصَلّٰى؟ قَالَ فَجَعَلَ يَمْشِيْ حَتّٰى أَتٰى إِلَى مَسْجِدٍ، فَاسْتَأْذَنَنِيْ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَه‘ إِلَى السَّمَاءِ، وَقَالَ إِلٰهِيْ وَسَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ، سِرٌّ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ أَطْلَعْتَ عَلَيْهِ غَيْرَكَ، فَكَيْفَ يَطِيْبُ

اَلْآنَ عَیْشِیْ اُقْسِمُ عَلَیْکَ بِکَ اِلَّا مَا قَبَضْتَنِیْ اِلَیْکَ السَّاعَۃَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَانْتَظَرْتُہٗ سَاعَۃً، فَلَمْ یَرْفَعْ رَأْسَہٗ فَجِئْتُ اِلَیْہِ وَحَرَّکْتُہٗ فَاِذَا ھُوَ قَدْ مَاتَ رحمۃ اللہ تعالی علیہ، قَالَ فَمَدَدْتُ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ، فَاِذَا ھُوَ ضَاحِکٌ مُسْتَبْشِرٌ، وَقَدْ غَلَبَ الْبَیَاضُ عَلَی السَّوَادِ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ، وَاِذَا شَابٌّ قَدْ دَخَلَ مِنَ الْبَابِ، وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اَعْظَمَ اللّٰہُ اُجُوْرَنَا وَاُجُوْرَکُمْ فِیْ اَخِیْنَا مَیْمُوْنَ، ھَاکُمُ الْکَفَنُ، فَنَاوَلَنِیْ ثَوْبَیْنِ مَا رَأَیْتُ مِثْلَھُمَا قَطُّ، فَغَسَّلْنَاہُ وَکَفَّنَّاہُ فِیْھِمَا وَدَفَنَّاہُ قَالَ مَالِکُ بْنُ دِیْنَارٍ فَبِقَبْرِہٖ نَسْتَسْقِیْ اِلَی الْآنَ، وَنَطْلُبُ الْحَوَائِجَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ

(المستطرف فی کل فن مستطرف الباب الحادی و الثلاثون ص ۲۳۴)

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ہم پر بارش روک دی گئی ہم کئی مرتبہ بارش کو طلب کرنے کے لئے نکلے لیکن قبولیت کا اثر نہ دیکھا پھر ایک مرتبہ میں، عطاء سلمی، ثابت بنانی، یحیی بکاء، محمد بن واسع، ابو محمد سختیانی، حبیب فارسی، حسان بن ثابت بن ابی سنان، عتبۃ اور صالح مزنی نکلے جب ہم بصرہ کی مسجد کی طرف نکلے تو ہمارے ساتھ درسگاہ سے بچے بھی نکلے پھر ہم نے بارش کو طلب کرنا شروع کیا لیکن ہماری دعا کی قبولیت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آدھا دن ہو گیا اور لوگ واپس لوٹ گئے۔ پھر میں اور ثابت بنانی نماز پڑھنے کی جگہ میں باقی رہ گئے جب رات ڈھلنے لگی تو ایک کالا سیاہ غلام کمزور پنڈلیوں والا دو دو رہموں والا جبہ پہنا ہوا وہاں آیا وہ پانی لیکر آیا پھر اس نے وضو کیا پھر وہ محراب کی طرف آیا اور ہلکی سی دو رکعتیں ادا کیں پھر اپنی نظر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا اے اللہ اور میرے سردار اور اے میرے

مولا میں تجھے اس محبت کی قسم دیتا ہوں جو تجھے مجھ سے ہے مگر یہ کہ ہمیں اس گھڑی بارش سے سیراب کر۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ پھر میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا! اے کالے تجھے حیاء نہیں آتی جو تو نے کہا ہے؟ اس نے کہا میں نے کیا کہا ہے؟ تو نے یہ کہا ہے کہ اے اللہ جو تجھ کو مجھ سے محبت ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالی تجھ سے محبت کرتا ہے اس نے مجھ سے کہا دور ہو جاؤ۔

پھر اس نے کہا کہ اس کی محبت میرے لئے اس ذات کی شان کے اعتبار سے ہے اور میری محبت میری حیثیت کے اعتبار سے ہے۔ میں نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پہ رحم کرے تھوڑی دیر ٹھہر یے اس نے کہا میں ایک غلام ہوں اور مجھ پر میرے چھوٹے مالک کی اطاعت فرض ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر وہ لوٹے اور ہم کھڑے رہے انہیں دور تک جاتے ہوئے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غلاموں کہ تجارت کرنیوالے کے گھر داخل ہو گئے۔ پھر جب صبح ہوئی ہم اس تاجر کے پاس آئے میں نے اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے؟ جس کو تم ہماری خدمت کے لئے بیچنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس ۱۰۰ غلام برائے فروخت ہیں پھر اس تاجر نے یکے بعد دیگرے غلام پیش کرنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے ہمیں ستر ۷۰ غلام پیش کئے لیکن اس میں میرا دوست نہ ملا اس نے کہا میرے پاس پھر کسی وقت آنا جب ہم نے اس کے پاس سے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہم اس کے گھر کے پیچھے ایک پرانے حجرے میں داخل ہوئے اور وہاں پر وہ سیاہ غلام نماز ادا کر رہا تھا۔ میں نے کہا یہی وہ میرا دوست ہے رب کعبہ کی قسم، پھر میں غلاموں کی تجارت کرنے والے کے پاس آیا میں نے اسے کہا کہ اس غلام کو میرے ہاتھ بیچ دو

اس نے کہا کہ اے ابو یحیی اس غلام کو رات رونے کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور دن میں بھی تنہائی میں رہتا ہے میں نے اسے کہا تو نے اسے دامن کے عوض بیچنا ہے تمہیں اس کیا غرض؟ اس تاجر نے اسے بلایا پس جب وہ آیا تو اسے جمائی آئی اس نے کہا اسے پکڑ لو لیکن میں اس کے تمام عیوب سے بری ہوں۔ پس میں نے اس غلام کو بیس دینار کے عوض خرید لیا اور میں نے اسے کہا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میمون، میں نے گھر جانے کے لئے اس کے ہاتھ کو پکڑا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے میرے چھوٹے مولا تم نے مجھے کیوں خریدا؟ حالانکہ میں مخلوق کی خدمت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا میں نے اسے کہا کہ اللہ کی قسم اے میرے سردار میں نے تمہیں تمہاری خدمت کرنے کے لئے خریدا ہے۔ اس نے کہا وہ کس طرح؟ تو میں نے کہا کہ کل رات مسجد میں ہمارے ساتھی نہیں تھے؟ تو اس نے کہا کیوں نہیں؟ میں وہ ہوں جس کے ساتھ آپ نے مسجد میں گذشتہ رات کلام کیا تھا۔ اس نے کہا پھر ہم چل کر مسجد آ گئے اس نے مجھ سے اجازت طلب کی اور مسجد میں داخل ہو گئے۔ پھر ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا کہ اے اللہ میرے سردار اور میرے مولا یہ راز تیرے اور میرے درمیان تھا اب تیرے علاوہ بھی لوگ جان گئے ہیں اب میں کیسے پاکیزہ زندگی گذار سکتا ہوں۔ میں تجھے تیری قسم دیتا ہوں کہ تو میری روح کو قبض فرما دے۔ پھر سجدہ کیا اور میں کچھ دیر انتظار کرتا رہا، اس نے سر نہ اٹھایا پھر میں اس کی طرف آیا اور اس کو حرکت دی تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ پھر میں نے اس کے ہاتھ پاؤں کو سیدھا کیا تو وہ ایسی حالت میں تھے گویا کہ وہ خوشی کے ساتھ مسکرا رہے ہیں۔ اور سفیدی ان کی سیاہی پر غالب آ چکی تھی۔ اور ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اسی دوران ایک نوجوان دروازہ

سے داخل ہوا اور اس نوجوان نے کہا السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی میمون کے معاملہ میں آپ کو اور ہم کو اجر عظیم عطا فرمائے یہ لو تم ان کا کفن اور مجھے دو اس طرح کی عمدہ چادریں دیں کہ ان جیسی چادر میں نے کبھی نہ دیکھی تھی پھر ہم نے انہیں غسل دیا اور کفن دیا ان دونوں چادروں میں ان کو دفن کر دیا۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ان کی قبر کو ہم آج بھی بارش طلب کرنے کے لئے اور حاجات کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

شیخ عبدالعزیز کے نزدیک قبر اور بت میں فرق

الغرض قبر اور بت کے فرق کے بارے میں اس وضاحت کو نوک قلم پہ لاتا ہوں جس کو شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بیان کیا اور آپ کے سامنے ہندو اور مسلمان عالم کے مکالمے کو سوال بنا کر پیش کیا گیا پھر آپ نے جواب دے کر واضح کیا کہ بت اور ہیں اور قبر کا مقام اور ہے۔ وہ غیر اللہ ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں۔

سوال: ایک بت پرست مدد مانگ رہا تھا کسی عالم نے منع کر دیا کہ شرک نہ کرو۔ بت پرست نے کہا اگر خدا کا شریک سمجھ کر پوجا کرو تب شرک ہے اور اگر مخلوق سمجھ کر پاجا کرو تو کس طرح شرک ہوگا۔

عالم نے کہا کہ قرآن مجید میں متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد طلب نہ کرو۔ بت پرست نے کہا کہ بنی نوع انسان پھر کیوں ایک دوسرے سے مدد کے لئے سوال کرتے ہیں؟ عالم نے کہا کہ بنی نوع انسان زندہ ہیں اور ان سے سوال کرنا منع نہیں اور تمہارے بت تو مثل کنہیا اور کالکا کے مردہ ہیں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ بت پرست نے کہا کہ تم بھی تو اہل قبور سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو پھر تم پر بھی شرک عائد ہونا چاہیے۔

الغرض جو مقصد اور مراد تمہاری اہل قبور سے ہے اسی طرح میرا مقصد بھی کنہیا اور کالکا سے ہے۔ظاہراً نہ تو اہل قبور طاقت رکھتے ہیں نہ ہی بت اگر تم کہو کہ باطنی قوت کے ساتھ اہل قبور مشکلیں حل کرتے ہیں تو بہت سی جگہ بتوں سے بھی حاجات پوری ہوتی ہیں اور اگر تم کہو کہ ہم ان سے کہتے ہیں کہ خدا سے ہماری شفاعت طلب کرو تو ہم بھی بتوں سے یہی استدعا کرتے ہیں۔لہذا جب اہل قبور سے استمد اد ثابت ہوا تو بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان ستیلا و مسانی (بتوں کے نام ہیں) کی عبادت سے کس طرح باز آئیں گے۔

جواب: اس سوال میں چند جگہ اشتباہ واقع ہوا ہے ان چند جگہوں سے خبردار ہونے کے بعد تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے سوال کا جواب اچھی طرح واضح ہو جائے گا

اول: یہ کہ مدد مانگنا اور چیز ہے اور عبادت کرنا اور چیز ہے۔بعض عوام مسلمین حکم شرع کے خلاف اہل قبور سے مدد مانگتے ہیں عبادت نہیں کرتے جبکہ بت پرست مدد بھی مانگتے ہیں اور عبادت بھی کرتے ہیں۔عبادت یہ ہے کہ سجدہ کرے، یا طواف کرے، یا اس کا نام بطریق تقرب اس میں شامل کرے یا کوئی جانور اس کے نام پر ذبح کرے یا خود کو فلاں کا بندہ کہے اور جو کوئی مسلمانوں میں سے اہل قبور کے ساتھ ان چیزوں میں سے کوئی عمل کرے فوراً کافر ہو جائے گا اور دائرہ اسلام سے نکل جائے گا۔

دوم: یہ کہ مدد دو طرح سے مانگی جاتی ہے۔

نمبر ا: مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا جیسے امیر و بادشاہ سے نوکر و گداگر اپنے اہم کاموں میں مدد مانگتے ہیں اور عوام الناس اولیاء سے مدد مانگتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے فلاں کام کی درخواست کرے شرع شریف میں اس قسم کی مدد مانگنا زندہ و مردہ دونوں سے جائز ہے۔

نمبر۲: یہ کہ مستقل جو چیز اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے مثلاً بیٹا دینا، بارش برسانا دفع امراض، لمبی عمر اور اس جیسی دیگر چیزیں جو اللہ تعالی سے بغیر دعا و سوال کے نیت میں پیش نظر ہوں اس قسم کے لئے مخلوق سے سوال کرنا مطلقاً حرام بلکہ کفر ہے۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی اپنے مذہب کے اولیاء سے خواہ وہ مردہ ہو یا زندہ اس قسم کی طلب کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے برخلاف بت پرستوں کے کہ وہ اپنے باطل معبودوں سے طلب کرتے ہیں اور اسے جائز سمجھتے ہیں۔ وہ جو بت پرست نے کہا کہ ہم اپنے بتوں سے شفاعت طلب کرتے ہیں جس طرح تم پیغمبروں اور اولیاء سے شفاعت طلب کرتے ہو پس اس کلام میں بھی دھوکہ اور فراڈ ہے کیونکہ بت پرست ہرگز شفاعت طلب نہیں کرتے بلکہ شفاعت کا معنی بھی نہیں جانتے اور نہ ہی اپنے دل میں اس کا تصور کرتے ہیں۔

شفاعت کا معنی سفارش ہے، شفاعت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے مطلب کو عرض و معروض کے ساتھ پیش کرے اور بت پرست اپنے مطالب کو بتوں سے درخواست کرتے وقت نہیں سمجھتے اور یہ نہیں کہتے کہ ہماری سفارش اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کریں اور ہمارے مطالب کو اللہ تعالی کی بارگاہ سے پورا کروائیں بلکہ بتوں سے اپنے مطالب کی درخواست کرتے ہیں۔ اور وہ جو بت پرست نے کہا کہ جس طرح تمہارا مقصد اہل قبور سے ہے اسی طرح ہمارا مقصد بھی کنہیا اور کالکا کی صورت سے ہے، یہ بھی خطا در خطا ہے اس لئے کہ روح کا تعلق قبر میں مدفون بدن کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک لمبی مدت تک اس بدن میں تھی اور یہ اپنے معبودوں کی قبروں کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف پتھر یا دھاتوں کی صورتوں کو، درختوں کو اور دریاؤں کو یہ قرار دیتے ہیں کہ یہ فلاں نبی یا ولی کی صورت ہے بغیر اس کے کہ ان چیزوں کا تعلق

ان ارواح کے ساتھ ہو یا ان کے بدن کے ساتھ ہو اور اس من گھڑت قرارداد کا کوئی اثر نہیں جبکہ بندوں کی حاجت روائی خالق اکبر اپنی رحمت سے فرماتا ہے اور یہ بت پرست سمجھتے ہیں کہ بتوں کی طرف سے فائدہ حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب والخفیات ہے اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے۔ اور ان کی زندگی میں ان کی حاجت روائی منظور فرماتا ہے جس طرف سے بھی وہ اپنا مطلب طلب کرتے ہیں اسی طرف سے اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ جیسے کہ ایک شفیق باپ اپنے کمسن بچے کی حاجت جانتا ہے جس وقت وہ بچہ خدمتگار یا دایہ سے کوئی چیز طلب کرتا ہے تو باپ ان کو دے دیتا ہے۔ حالانکہ خدمتگار اور دایہ کو یہ قدرت حاصل نہیں بتوں کا بلکہ اہل قبور کا حال بھی قاعدہ اسلام کے موافق اس طرح ہے۔ اور وہ جو لکھا ہوا ہے کہ ہر جگہ اہل قبور سے استمداد جائز ہے بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان ستیلا اور مسانی وغیرہ کی عبادت سے کس طرح باز آسکتے ہیں پس اہل قبور سے استمداد طلب کرنے والوں اور ستیلا و مسانی کی عبادت کرنے والوں کے درمیان چند وجہ سے فرق ہے۔

اول: یہ کہ اہل قبور معلوم ہیں کہ وہ صلحاء اور بزرگ تھے۔ جبکہ ستیلا و مسانی موہوم محض ہیں ان کا وجود معلوم نہیں بلکہ ظاہرا ان لوگوں کے خیالات ہیں

دوم: یہ کہ اگر ستیلا و مسانی کے وجود کو تسلیم کیا جائے تو یہ ارواح خبیثہ شیطان کے قبیلے سے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو ایذاء دینے پر کمر باندھ لی ہے ان کو ارواح انبیاء و اولیاء کے ساتھ کیا نسبت

سوم: یہ کہ اہل قبور سے استمداد بطریقہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا مطلب عرض کر کے پورا فرما دے اور بت پرستوں کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ یہ مستقل قادر ہیں اور یہ عقیدہ کفر محض ہے۔

تبرک وتوسل عالم برزخ اور موطن قبر میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اولیاء وصلحائے امت کے ساتھ جائز ہے اس جہت سے کہ حالت حیات میں تو جواز توسل عام ہے اور یہ مقرر ہے کہ بعد موت روح میت باقی رہتی ہے اور بسبب ایمان وعمل صالح وشرف اتباع حضرت محمد ﷺ اس کو شعور وادراک قرب و منزلت خدائے تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد موت بھی ان سے توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں کیونکہ توسل وطلب امداد یہ سوال اور دعا ہے اللہ تعالیٰ بواسطہ اس محبت واکرام کے جو وہ اس بندہ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اس بندہ خاص کی روح سے طلب والتماس ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بوسیلہ اپنے قرب وکرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اس میں نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہیں۔

(فتاوی عزیزی ص ۷)

قرآن کی جن آیات یا احادیث میں ممانعت قبور کی بات ہے وہ یا تو کافر ومشرکین کے بارے میں ہیں یا پھر وہ احادیث منسوخ ہیں جن کو قرآن وسنت کی تعلیمات کو پرکھنے والے محدثین ومفسرین نے واضح کیا ہے۔ تاریخ میں کچھ ایسے لوگ بھی ملیں گے جنہوں نے ان احادیث وآیات کو لے کر مومنین وصالحین پر الزام لگانے کی بچھاڑ کی۔ اور ان کج فہم لوگوں کا علمی گراف ان محدثین کے مقابلے میں دیکھا جائے تو سمندر کے مقابلے میں ایک پانی کے قطرے کی حیثیت رکھتے ہیں اور جو علم وعمل کے مضبوط پہاڑ ہیں انہوں نے ممانعت قبور والی احادیث کو منسوخ لکھا ہے۔

پھر لوگ یہ سوال کر دیتے ہیں کہ کیا وہ حدیث صحیح نہیں ہے؟ حدیث کا صحیح ہونا یہ اور بات ہے لیکن حدیث پاک کا قابل عمل ہونا ایک اور بات ہے۔ جس طرح بہت سی قرآن پاک کی آیات ہیں لیکن قابل عمل نہیں ان کی تلاوت باقی ہے کیونکہ ان آیات کا

حکم منسوخ ہو چکا ہے اسی طرح بہت سی احادیث صحیح الاسناد ہیں لیکن ان کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور آج انھیں احادیث کو لیکر عشاقان رسول ﷺ پر بدعت وشرک کے تیر پھینکے جاتے ہیں اس کی ایک مثال حدیث پاک سے پیش کرتا ہوں جسے امام حاکم نے المستدرک میں بیان کیا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن حسان بن ثابت اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

رسول اللہ ﷺ نے قبور کی بار بار زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی

اس کی وضاحت میں امام حاکم نے فرمایا:

وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ الْمَرْوِيَّةُ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ مَنْسُوْخَةٌ وَالنَّاسِخُ لَهَا حَدِيْثُ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُنْتُ قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ أَلَا فَزُوْرُوْهَا فَقَدْ أَذِنَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهٖ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مَخْرَّجٌ فِي الْكِتَابَيْنِ الصَّحِيْحَيْنِ لِلشَّيْخَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(المستدرک للحاکم کتاب الجنائز رقم الحدیث نمبر ۱۴۱۶ ج ۱ ص ۴۸۴)

یہ احادیث جو زیارت قبور کی ممانعت میں مروی ہیں یہ منسوخ ہیں کیونکہ ان کی ناسخ حدیث مبارکہ موجود ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا خبردار اب جایا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی زیارت کی اجازت عطا فرمائی اس حدیث پاک کا مخرج امام بخاری ومسلم کی صحیح بخاری ومسلم میں ہیں۔

حاضری کا صحیح طریقہ اور خرافات سے نجات

سابقہ گفتگو سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ شریعت مصطفی ﷺ میں مزارات پہ جانا ان کا توسل پیش کرنا جائز ہے۔ بلکہ صحابہ کرام، تابعین اور محدثین کرام جیسی عظیم ہستیوں کی طرح شعائر اللہ کی تعظیم کرنا ہے لیکن مزارات پر حاضری کا طریقہ شریعت مصطفی ﷺ کے عین مطابق ہو اور خرافات سے پاکیزہ ہو۔

(حاضری کا طریقہ)

مزار پر پاؤں کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں باادب سلام عرض کرے۔ السلام وعلیک یا سیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر جو قرآن سے یا دیگر اذکار آسانی سے پڑھ سکتا ہے پڑھے اور پھر اس کا ثواب اہل مزار کو نذر کرے اور پھر جو اپنا جائز شرعی مطلب ہے اس کے لئے دعا کرے کہ اے اللہ مجھے اس اپنے بندے کے صدقے سے فلاں میری حاجت پوری فرما اور صاحب مزار کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے اور پھر اس طرح سلام کرکے واپس آئے مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے تعظیماً اور طواف بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۹ ص۵۲۲)

ملا علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَ یَنْبَغِیْ لِلزَّائِرِ اَنْ یَّدْنُوَ مِنَ الْقَبْرِ بِقَدْرِ مَا کَانَ یَدْنُوْ مِنْ صَاحِبِہٖ فِیْ الْحَیَاۃِ لَوْ زَارَہٗ

زائر کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ قبر سے اتنا قریب ہو جتنا وہ صاحب قبر کی حیات میں اس کی زیارت کے لئے جاتا تو قریب ہوتا۔ بوسہ قبر عوام الناس کے لئے

منع ہے کیونکہ علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل (بوسہ دینا) کیونکر متصور ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲ ص ۳۸۲)

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب احیاء العلوم کے باب ذکر الموت میں زیارت کے آداب بیان فرماتے ہیں کہ

اَنْ لَّا یَقُوْمَ مُسْتَقْبِلَ الْقَبْرِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَۃِ وَلَا یَقْبِلُہٗ وَ لَا یَنْحَنِیْ

قبر کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے مت کھڑا ہو اور نہ قبر کو چومے اور نہ ہی اس کے لئے جھکے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۹ ص ۲۰۸)

عَنْ سَلِمَۃَ بْنِ شَبِیْبٍ قَالَ آتَیْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَقُلْتُ لَہٗ اِنِّیْ رَاَیْتُ عَفَّانَ یَقْرَأُ عِنْدَ قَبْرٍ فِیْ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ خُتِمَ لَہٗ بِخَیْرٍ

(القراۃ عند القبور لابی بکر بن الخلال)

حضرت سلمہ بن شبیب فرماتے ہیں کہ میں احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور انہیں کہا میں نے عفان کو دیکھا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھ کر تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ حضرت احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جواباً کہا قرآن پاک کا قبر کے پاس ختم کرنا بہتر عمل ہے۔

بے پردہ عورتوں کا قبر پہ جانا منع

عورتوں کو ان حالات میں بے پردہ صرف قبور پر جانا ہی ناجائز نہیں بلکہ بازار شادی بیاہ وغیرہ پر بھی بے پردہ جانا حرام اور ناجائز ہے اس لئے کہ ہر طرف بے حیائی اور فحش گانوں کا دور ہے اور حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو کچے گھڑے سے تشبیہ دے کر اچھا کلام پڑھنے سے روک دیا۔ عورتوں کا

قبروں کی زیارت کو جانا فی نفسہ ممنوع نہیں لیکن عارض کی وجہ سے ممنوع ہے جس طرح بخاری شریف میں ہے "لَاتَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ" لیکن ماحول کی آلودگی کی وجہ سے عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیا گیا جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

لَوْ اَدْرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

(بخاری کتاب الاذان باب خروج النساء الی المساجد)

اگر رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے نئی نکالی ہیں تو ان مساجد میں جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئیں تھیں۔ اگر اس زمانے کا یہ حال ہے جس کو خیر قرون کہا گیا تو آج کے زمانے کا کیا حال ہوگا آج جو حالات ہیں اس میں بدرجہ اولی عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

﴿خرافات سے نجات﴾

(پہلی بدعملی)

آج کل جاہل طبقہ جس کو زبردستی اہلسنت و جماعت میں ٹھونس دیا جاتا ہے وہ جس انداز سے چادریں چڑھانے کے لئے لے جاتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں کیونکہ جب یہ چادر چڑھانے کے لئے جارہے ہوتے ہیں ڈھول، باجے اور ڈانس ہورہا ہوتا ہے اور اس ماحول میں چادریں درباروں پر لے جائی جارہی ہوتی ہیں اور جبکہ ڈھول، باجے اور گانے کی آواز کو سننا حرام ہے اور اس سے صاحب مزار کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ جس فعل سے سنت مصطفیٰ ﷺ کی مخالفت لازم آتی ہو وہ ہرگز ہرگز روا نہیں۔

حدیث مبارک میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بانسری کی آواز سے اپنے کانوں میں زور سے اپنی انگلیوں کو دبا دیا۔

عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا قَالَ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَنَأَى عَنِ الطَّرِيقِ وَقَالَ لِي يَا نَافِعُ هَلْ تَسْمَعُ شَيْئًا قَالَ فَقُلْتُ لَا قَالَ فَرَفَعَ إِصْبَعَيْهِ مِنْ أُذُنَيْهِ وَقَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ مِثْلَ هَذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا

(مشكوة كتاب الآداب باب البيان و الشعر الفصل الثالث)

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک راستہ میں تھا کہ آپ نے باجے کی آواز سنی تو اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں لگالیں اور راستہ سے دور ہٹ گئے دوسری طرف جب دور جا چکے تھے تو مجھ سے پوچھا کہ اے نافع کیا تم کچھ سن رہے ہو میں نے کہا نہیں تب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے نکالیں پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا تو حضور اکرم ﷺ نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے یوں ہی کیا جو میں نے کیا حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اس وقت میں چھوٹا تھا۔

اس لئے جس طرح چادروں کو مزارات پہ آج کل ڈالا جاتا ہے یہ ناجائز ہے اور پھر چادر صاحب مزار کا حق ہوتا ہے کسی کا حق نہیں نہ اس مرید خادم مزار کا اور نہ ہی فرزند صاحب مزار کا اور نہ ہی وقف ہو سکتی ہے بلکہ وہ ڈالنے والے کی ملک پر رہتی ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۹ ص ۵۳۴)

(دوسری بدعملی)

آج کل تو اوقاف والے یا چند جگا گیر مزار سے چادریں اٹھا کر لے جاتے ہیں ان کو اپنے استعمال میں لے آتے ہیں یا پھر دوکان پر واپس رکھوا کر اس کی رقم ہڑپ کر جاتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ چادریں ڈالنے کی بجائے کسی غریب، مسکین، دینی طلباء یا دین کی اشاعت کے لئے وہ پیسے خرچ کیے جائیں اور صاحب مزار کے لئے ایصال ثواب کے لئے جتنا کچھ ہو سکے پڑھا جائے۔

آج کل مزارات پر دیئے جلانا، موم بتیاں جلانا اور بے مقصد تیل ڈال کر اس کو آگ لگانا جبکہ برقی روشنی کا اہتمام ہے سنگل باندھنا، تالے اور پراندے باندھنا ان تمام کاموں کے لئے ضرورت سے زائد پیسوں کو خرچ کیا جا رہا ہوتا ہے۔ جو کہ فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے اور فضول خرچی گناہ کبیرہ، ناجائز اور حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

(پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۷)

بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

(تیسری بدعملی)

عوام الناس میں سے کچھ لوگ مزارات سے قریب بنی ہوئی دوکان سے کڑے اور انگوٹھیاں لے کر پہننا سعادت سمجھتے ہیں حالانکہ لوہے اور تانبے کی انگوٹھی یا کڑا وغیرہ مرد و عورت کے لئے پہننا حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ فَقَالَ لَهُ مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ قَالَ اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا

(مشکوۃ کتاب اللباس باب الخاتم الفصل الثانی)

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس تانبے کی انگوٹھی تھی مجھے کیا ہوا کہ میں تم سے بتوں کی بو پاتا ہوں اس نے وہ پھینک دی پھر آیا تو اس پر لوہے کی انگوٹھی تھی تو فرمایا مجھے کیا ہوا کہ تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں اس نے وہ پھینک دی پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا چاندی کی اور اس کی ایک مثقال پوری نہ کرو (یعنی سوا چار ماشے)

خلاصہ کلام:

قارئین! پوری گفتگو سے یہ ثابت ہوا کہ مزارات پر جانا جائز اور مستحسن عمل ہے لیکن وہاں پر کسی بدعملی کا مرتکب ہونا ہرگز جائز نہیں اور جو لوگ مزارات پر بدعملی اور حرام کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا عقائد اہلسنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور ان لوگوں کو بھی دعوت فکر دے رہے ہیں جو بدعملی اور حرام کو شرک کہتے ہیں اور جہلاء کے عمل کو جو کہ حجت نہیں ہوتا تمام اہلسنت وجماعت پر چسپاں کر دیتے ہیں اور اہلسنت وجماعت کے تمام افراد کو بدعتی ومشرک کہتے ہیں۔

یاد! رکھیں بدعملی اور حرام کا ارتکاب کرنا شرک نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اور اس گناہ کی

سزا پا کر مسلمان جنت میں آجائے گا جبکہ شرک کرنے والا دائرہ ایمان سے نکل جاتا ہے اور مستقل جہنم میں رہے گا۔لہٰذا کلمہ گو کو مشرک کہنے والا خود شرک کے گڑھے میں گر جائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆
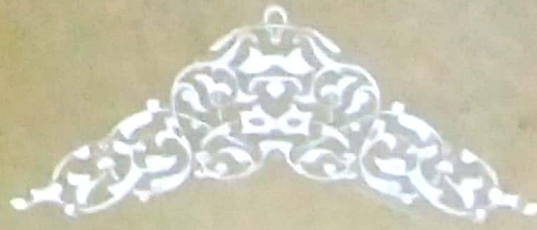
میں رب کی آس پہ کہتا ہوں سرکار مدینہ کے صدقے
وہ دن بھی آئے گا آصف ہم دنیا پہ چھا جائیں گے
مکتبۂ غارِ حرا
جامعہ عنایت القرآن والسنۃ فیروزپور روڈ حمزہ ٹاؤن لاہور
0300 - 8821995
0321 - 8821995